

کتابخانه جامع
جامعه العلوم
معاونت پژوهش
مركز جهانی علوم اسلامی
تاسیس ۱۳۸۵



مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

ترجمه کتاب « اندیشه سیاسی آیه الله استاد مطهری »

به زبان اردو

برای دریافت درجه کارشناسی ارشد

در رشته فقه و معارف اسلامی

نگارش؛ عون علی کریمی

استاد راهنما؛ حجة الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس زیدی

استاد مشاور؛ حجة الاسلام والمسلمین دکتر نجف لک زائی

بهمن ۱۳۸۴

□ مسئولیت مطالب مندرج در این پایان نامه ، به عهده نویسنده می باشد.

□ هر گونه استفاده از این پایان نامه با ذکر منبع ، بلاشکال است و نشر آن

در داخل کشور منوط به اخذ مجوز از مرکز جهانی علوم اسلامی است.

کتابخانه جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۱۴
تاریخ ثبت:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقدیر و تشکر

من لم يشكر المخلوق لم يشكر الخالق

بنده حقیر از همه فضلاء و علماء و اساتیدی که اینجانب در امر ترجمه این کتاب یاری فرمودند تقدیر و تشکر می نمایم.

بالاخص از استاد گرانقدر راهنما حجة الاسلام والمسلمین آقای سید احتشام عباس زیدی (زیند عزه) و استاد محترم مشاور حجة الاسلام والمسلمین آقای نجف لك زائی و هم چنین استاد محترم داور حجة الاسلام والمسلمین آقای و هم چنین لازم می دانم از حجة السلام والمسلمین آقای سید نصرت جعفری که با ما همکاری کردند و خیلی زحمت کشیدند و بنده از زحمات شان نهایت قدر دانی و تشکر می کنم و از همه بیشتر مسئولین محترم مرکز جهانی علوم اسلامی قددانی و تقدیر و تشکر می نمایم که این برنامه پایان نامه را اجراء فرمودند و قلم به دست طلاب از جمند قرار داده اند. بنده باین باور و اعتقاد قسم که طلاب محترم تا آخر عمر حیات، تلاش و تحقیق را بطور احسن انجام خواهند داد. و از خداوند متعال توفیق فراوانی برای طلاب اضاضیل و مسئولین محترم خواستارم. و هر چه کیمودی در امر ترجمه دیده می شود از کوتاهی اینجانب خصوصاً در تدوین پایان نامه و زبان تحریری که یقیناً احتیاج به ویرایشی دارد. لذا از اساتید محترم پوزش می طلبم که کم و کاستی اینجانب را در دامن عفو و در گزر قرار دهند.

و بار دیگر از ذات باری تعالی خواستارم که همه اساتید ما را از شر اشرار

محفوظ و مصون بدارد و طول عمر و توفیقات شان را بیفزاید.

انتساب

☆ بندہ حقیر اس ادنیٰ کوشش کو

☆ حضرت امیر المؤمنین

☆ مولیٰ الموحدین

☆ امام المتقین

☆ وحی خاتم المرسلین

☆ علی بن ابی طالب علیہ السلام

☆ وسیدۃ نساء العالمین

☆ بضعہ رسول حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام

☆ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

امید ہے کہ ان کے صدقہ میں بندہ عاصی اور میرے والدین مرحومین کو روز جزاء

شفاعت شفیعہ محشر نصیب ہوگی۔

چکیده مطالب

این کتاب (اندیشه سیاسی) شهید مطهری² مشتمل بر یک مقدمه و پنج مقاله است. با این انگیزه که پاسخ بعضی از مسائل و پرسش های پائدار عرضه تفکر سیاسی و زندگی اجتماعی انسان را از نظر آیه الله شهید مطهری که از صاحبان فکر و اندیشه و مسلط بر آموزهای دینی و اسلامی بوده است با همدلی و همراهی جمعی از صاحبان فکر و اهل قلم ارائه شده است . این مجموعه گرچه شامل چندین مقاله است . اما سعی شده است که تاهر مقاله بخشی از یک طرح و چارچوب کلی را پوشش دهد. روابط فرد و جامعه ، نظام سیاسی ، روابط جامعه و نظام سیاسی و مبداء و غایت نظام اجتماعی و سیاسی از مهمترین ارکان این طرح است .

در مقاله اول : مؤلف ضمن نقد و بررسی پاسخ های مختلفی که پرسش (چیستی و هستی جامعه) ”و رابطه انسان و جامعه“ داده به ارائه پاسخ استاد شهید مطهری³ به پرسش مدبور پرداخته است .

به نظر آقای پارسانیا هر چند دلیل عقلی یا تجربی که علامه طباطبائی⁴ و شاگرد گرانقدرش استاد شهید مطهری⁵ بوجودی جامعه اقامه کرده اند ، در معرض اشکال است . اما آنچه را که درباره امکان تحقق جامعه بیان کرده اند مصون از اشکال است . دلائل نقلی که با استفاده از ظواهر آیات قرآن مجید اقامه شده است فی الجمله اصل وجود جامعه را اثبات می کند هر چند که این اثبات از حد ظهور آیات فراتر نمی رود و در حکم نص نیست اما تازمانیکه برهان مستقلى در نفي وجود جامعه اقامه نشود دلیلی بر اعراض

ظواهر آیات قرآن نیست.

در مقاله دوم: که در واقع مشتمل بر سه مقاله است مفاهیم و پرسش های مربوط به "حق، عدالت، برابری" توسط آقای حسین توسلی مورد بررسی قرار گرفته است. در مقاله سوم: پرسش از نظم سیاسی مطلوب که "حکومت اسلامی" است موضوع و محور بعدی است که آقای محمد حسن قدردان قراملکی پس از فحص و بحث بسیاری به نتایج زیر دست یافته است:

۱- آقای شهید مطهری^۲ برخلاف سکولارها مدافع نظریه دو مساحتی بودن دین اسلام است یعنی معتقد هستند که علاوه بر مسائل اخروی، مسائل دنیوی نیز مورد توجه اسلام بوده است.

۲- آقای شهید مطهری^۲ برای حکومت اسلامی مبتنی بر ولایت فقیه دو رکن قائل هستند: نظریه خاص شهید مطهری^۲ در باب حقوق فطری و طبیعی و حق انتخاب مبنائی رکن مردمی حکومت است.

۳- شهید مطهری^۲ میان نظام سیاسی مبتنی بر ولایت فقیه از ادله عقلی و نقلی استفاده کرده است.

۴- شهید مطهری^۲ میان نظام سیاسی مبتنی بر ولایت فقیه و دموکراسی ناسازگاری نمی بیند. آقای میراحمدی با استفاده از چارچوب مک کالم به بررسی اقسام و انواع آزادی از دیدگاه استاد پرداخته است در دیدگاه مذکوره که مبتنی بر تحلیل مفهوم آزادی است در هر نوع تعریف از آزادی سه عنصر قابل رد یابی است:

(۱) فاعل یا عامل (۲) مانع یا رادع (۳) هدف یا غایت

در این مقاله "فرد" به عنوانی عامل یا فاعل آزادی، "طبیعت و سلطه آن بر انسان" "سنت ها و قوانین موجود در جامعه" "انسانهای دیگر و سلطه آنان بر انسان" "هواهای نفسانی فرد و دین و اعتقادات فردی" به عنوان موانع آزادی "و تکلیف" "و تکامل" "و تعالی" "و سعادت"، به عنوان اهداف آزادی از دیدگاه شهید مطهری^۲ مورد بررسی قرار گرفته است.

آخرین مقاله که خود مال استاد مشاور آقای نجف لك زائی می باشد به موضوع "انقلاب و تحولات اجتماعی" پرداخته است. به نظر می رسد که مطالعه و بررسی پدیده تغییر و تحوّل و جهات تکامل و ارتجاع آن و نیز سرعت آن از نظر شدت و ضعف و میزان تداوم آن و همین طور علل و عوامل آن برای هر ملت و جامعه ای که می خواهد زنده و بالنده و بانشاط روبه پیش رفت باشد ضروری است.

لذا ضروری است هم باید مبدا، حرکت و هم مقصد و پایان راه را شناخت، و همینطور هم محرك ها را و هم مسیر را باید شناسائی کنیم. استاد شهید مطهری متفکری بود که هم انسان را شناخت. انسانی که متحرك این مسیر است. و هم محرك را. که در ذرون خود او قرار دارد. به درستی شناسائی کرد و در نتیجه توانست دو مسیر تعالی و انحطاط و تکامل و ارتجاع را شناسائی کند و به دیگران نیز بشناساند.

عرض مترجم

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اب تک نہ تو میں نے کوئی کتاب تالیف کی ہے اور نہ ہی کسی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ لہذا مورد نظر ترجمہ اگر کسی جہت سے قابل قبول بھی ہو تو یہ بھی میری سب سے پہلی سعی و کوشش ہے۔

کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنا کس قدر مشکل ہے یہ تو مترجمین حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ بہر حال میں نے زبان کی روانی باقی رکھتے ہوئے مصنف کی بات کو حدالمقدور ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اب ترجمہ جیسا بھی ہو مجھے پڑھنے والوں کے سامنے پیش کرنے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کیونکہ اس کے ذریعے میرے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی اور میرے مستقبل کے لئے یہ ایک گران بہا موتی کی مانند ہے۔

اور میری اس خوشی کا سہرا سب سے پہلے استاد محترم حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید احتشام عباس زیدی (زید عزمہ) کے سر ہے جنہوں نے اس حقیر کی راہنمائی کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

اسی طرح حجۃ الاسلام والمسلمین سید نصرت جعفری صاحب کا بھی نہایت ہی شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے اس ترجمہ کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تصحیح بھی فرمائی اور حسب ضرورت عبارت کو درست کرنے میں بھی میرا ساتھ دیا۔

اور آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے میں ہم سبھی لوگوں کو قلم کے ذریعے بھی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

احقر العباد

عون علی کریمی

فہرست مطالب

- ۱۔ قارئین کرام سے ایک بات..... ۱
- ۲۔ مقدمہ محقق نجف لک زائی..... ۳
- ۱۔ استاد مطہری کی نظر میں معاشرے کی اصل و حقیقت (حمید پارسا نیا)
- ۱۲۔ معاشرہ کے کہتے ہیں..... ۱۲
- ۲۔ چار نظریہ..... ۱۳
- ۳۔ معاشرے کے وجود پر ایک ثبوت..... ۱۹
- ۴۔ ثابت کرنے کا طریقہ..... ۲۱
- ۵۔ علامہ طباطبائی اور شہید مطہری کے مذکورہ مسئلہ پر روشنی..... ۲۳
- ۶۔ معاشرہ کے وجود پر قرآنی شواہد..... ۲۷
- ۷۔ معاشرہ کا اثبات اجتماعی خواص کے ذریعہ..... ۲۹
- ۸۔ تنقید کے راستے..... ۳۱
- ۹۔ استاد مصباح کی تنقید اور اعتراض..... ۳۳
- ۱۰۔ پہلا اعتراض..... ۳۴
- ۱۱۔ دوسرا اعتراض..... ۳۶
- ۱۲۔ تیسرا اعتراض..... ۳۶
- ۱۳۔ گزشتہ تین اعتراضوں کے بارے میں قضاوت..... ۳۷
- ۱۴۔ اجتماعی اور انفرادی ”تن“ (انسانیت کے ارتباط کی تشبیہ نفس اور اس کے قوای کے ساتھ..... ۳۹

- ۱۵۔ قرآنی شواہد پر تنقید..... ۴۳
- ۱۶۔ نقلی دلیلوں سے استفادہ کرنے کا طریقہ..... ۴۳
- ۱۷۔ قرآنی شواہد کی تقسیم بندی..... ۴۵
- ۱۸۔ پہلے اعتراض پر تحقیق..... ۴۷
- ۱۹۔ آیاتوں کے ظہور کا اعتبار..... ۵۱
- ۲۰۔ دوسرے اعتراضات پر تحقیق..... ۵۳
- ۲۱۔ نتیجہ..... ۵۵
- ۲۲۔ منابع..... ۵۷
- ۲۔ استاد شہید مطہریؒ کی نظر میں (۱) حق (۲) عدالت (۳) مساوات (حسین توسلی)
- ۱۔ مقدمہ..... ۶۰
- ۲۔ حق (۱)..... ۶۲
- ۳۔ حق کی تعریف..... ۶۳
- ۴۔ فطری حقوق اور اخود ساختہ حقوق..... ۶۵
- ۵۔ کیا آزادی اور مساوات و برابری حق ہے؟..... ۷۰
- ۶۔ حق کی بنیاد اور اساس..... ۷۳
- ۷۔ غائی اور فاعلی رابطے..... ۷۶
- ۸۔ فطری حقوق کا مبناء اور اساس..... ۸۰
- ۹۔ انسان خداوند متعال پر کس قسم کا حق رکھتا ہے..... ۸۷
- ۱۰۔ حق اور احساس ذمہ داری میں جولی دامن کا ساتھ..... ۹۱
- ۱۱۔ حکمرانوں اور بزرگان دین کے لئے ضروری ہے وہ انسان حقوق کا اعتراف کریں..... ۹۵

(ب)

- ۱۰۸..... ۱۲۔ خدا کا حق مقدم ہے یا خدا کا؟
- ۱۱۸..... ۲۔ عدالت (۲)
- ۱۲۱..... ۱۳۔ معنوی ترقی میں اجتماعی عدالت کا کردار
- ۱۲۶..... ۱۴۔ عدالت انبیاء کا ہدف
- ۱۲۸..... ۱۵۔ قرآن اسلام میں عدل کا منشا
- ۱۳۲..... ۱۶۔ مسلمانوں کا عدل سے منحرف ہونے کی وجہ
- ۱۳۳..... ۱۷۔ عدل کی قسمیں
- ۱۳۵..... ۱۸۔ عدل کا مفہوم
- ۱۳۹..... ۱۹۔ عدالت کی بنیاد
- ۱۴۲..... ۲۰۔ عدالت کا نفس الامر (اور واقعی) ہونا
- ۱۴۳..... ۲۱۔ اشاعرہ اور عدلیہ کے درمیان کشمکش
- ۱۴۷..... ۲۲۔ اجتماعی فلسفہ کی بنیاد عدالت
- ۱۵۳..... ۲۳۔ حق اور عدالت کا رابطہ
- ۱۵۵..... ۲۴۔ اجتماعی عدالت
- ۱۶۲..... ۲۵۔ ضامن عدالت ایمان اور معنویت
- ۱۶۷..... ۳۔ مساوات
- ۱۷۰..... ۲۶۔ عدالت اور مساوات
- ۱۷۱..... ۲۷۔ فطری فرق اور ناپسند برتری
- ۱۷۵..... ۲۸۔ مطلق مساوات نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی مطلوب
- ۱۷۸..... ۲۹۔ ابتدائی اور فطری مساوات کی توجیہ

۱۷۹..... ۳۰۔ دوبارہ تقسیم

۱۸۶..... ۳۱۔ مساوات اور آزادی

۱۸۹..... ۳۲۔ احسان اور ہمدردانہ کا تعاون

۱۹۱..... ۳۳۔ خدا کی رزاقیت میں دخالت کا شبہ

۱۹۳..... ۳۴۔ منابع

۳۔ استاد مطہریؒ کی نظریہ ولایت فقیہ کے بارے میں (محمد حسن قدردان قراملکی)

۱۹۵..... ۳۵۔ مقدمہ

۱۹۶..... ۳۶۔ اسلام میں حکومت

۱۹۷..... ۳۷۔ حکومت عصر غیبت میں

۱۹۸..... ۳۸۔ ولایت فقیہ کو کیسا ہونا چاہیے؟

۲۰۰..... ۳۹۔ ولایت فقیہ ولایت نظریاتی

۲۰۴..... ۴۰۔ ولایت فقیہ کی بحث

۲۰۸..... ۴۱۔ قیادت اور مرجعیت کے درمیان جدائی

۲۱۱..... ۴۲۔ ولایت فقیہ کی مشروعیت کا منشا

۲۱۴..... ۴۳۔ استاد مطہریؒ کی نظریات کا بیان

۲۱۶..... الف۔ فقیہ کی حکومت کا سرپرستی ہونا

۲۱۸..... ب۔ قرآن اور شواہد شرعی الٰہی فقط

۲۳۰..... ۱۔ مقبولہ عمر بن حنظلہ

۲۳۱..... ۲۔ دستخط شریف

۲۳۱..... ۳۔ حکومت کا مقام مقدس اور الٰہی ہونے کے بارے میں

۲۳۲.....	۴۔ عقلی دلیل
۲۳۳.....	۴۴۔ ولایت فقیہ کے اختیارات
۲۳۶.....	۴۵۔ عوامی حکومت کے ساتھ ولایت فقیہ کی قبولیت (موافقت)
۲۳۹.....	۴۶۔ انتہائی اہمیت
۲۴۲.....	۴۷۔ منابع
۴۔ استاد مطہری کی نظر میں آزادی (منصور میر احمدی)	
۲۴۳.....	۴۸۔ مقدمہ
۲۴۷.....	۴۹۔ استاد مطہری کی نظر میں آزادی کے مہانی
۲۴۹.....	۱۔ جبر و اختیار
۲۵۲.....	۲۔ فطرت
۲۵۴.....	۳۔ عقل و ارادہ اور تکامل انسان
۲۵۹.....	۴۔ آزادی کی قسمیں
۲۶۱.....	۵۔ انسان اور فطرت
۲۶۲.....	۶۔ انسان اور سنتیں اور موجودہ قوانین
۲۶۳.....	۷۔ انسان اور دوسرے انسان
۲۶۹.....	۸۔ انسان اور اس کی ہوائی نفسانی
۲۷۱.....	۹۔ انسان اور دین اور اس کے اعتقادات
۲۷۷.....	۱۰۔ خلاصہ
۲۷۸.....	۱۱۔ منابع

۲۷۹	۵۰۔ مقدمہ
۲۸۰	۵۱۔ مفہیم کی بررسی اور تحقیق
۲۸۳	۵۲۔ انقلابی نظریات اور اجتماعی تبدیلیاں
۳۰۱	۵۳۔ استاد مطہریؒ کی نظر میں ایران کی سیاسی اور اجتماعی تحولات
۳۰۷	۵۴۔ نتیجہ
۳۱۳	۵۵۔ فہرست
۳۱۴	۵۶۔ آیات کی فہرست
۳۲۰	۵۷۔ روایات کی فہرست
۳۲۳	۵۸۔ اشعار کی فہرست
۳۲۴	۵۹۔ معصومین علیہم السلام کے اسمائے گرامی کی فہرست
۳۲۵	۶۰۔ علماء کی فہرست
۳۲۸	۶۱۔ علوم اور اس کے توابع کی فہرست
۳۲۹	۶۲۔ طائفہ، گروہ اور جماعات کی فہرست
۳۳۰	۶۳۔ کتب و مقالات اور مجلات کی فہرست
۳۳۵	۶۴۔ اصطلاحات و مفہیم اور موضوعات کی فہرست
۳۴۰	۶۵۔ منابع
۳۴۱	الف۔ کتابیں
۳۴۳	ب۔ مقالات

قارئین کرام سے ایک بات

مواصلاتی ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی کے آئینے میں انسانی علوم و معارف کی روز بروز پیشرفت نے اس زمانہ کو ایک علمی اور معلوماتی حقیقت کے قالب میں ڈھال دیا ہے لہذا اس دور کو 'اطلاعاتی و معلوماتی دہا کہ کا دور' کہنا بے جا نہ ہوگا اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ یہ معلومات تمام ثقافتوں اور تمدنوں کی مشترکہ میراث ہیں اور مختلف قومیں اس میراث سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس کی ترقی و خوشحالی میں معاون ہیں۔ اس میراث کے نکال کا سلسلہ پوری انسانیت کو ایک عالمی یکسوئی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کی وجہ سے مختلف روایتی اور قومی تشخصات، مشکلات سے دوچار ہیں گویا اس کا مکمل ساتھ دینا اپنے قومی اور روایتی تشخص کو کھود دینے کے مترادف ہے اور دوسری طرف اسے نظر انداز کرنا، زمانہ سے الگ تھلگ ہو جانے کا باعث ہے۔

لازمی طور پر کسی ثقافت و تمدن کی ترقی اور استحکام، ناکامی اور شکست کا دار و مدار، اپنے زمانہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے تشخص کی طرف توجہ مبذول کرنا ہے اس سلسلے میں اہمیت کی حامل یہ بات ہے کہ مختلف اقوام و ملل اور مختلف تمدنوں میں ہمیشہ (اپنے تشخص اور زمانے کی طرف توجہ رکھنے والی) ایسی شخصیتیں موجود رہی ہیں، جنہوں نے فکری میدان میں قابل قدر خدمتیں انجام دی ہیں۔ انہوں نے اپنی روایتی و قومی جہات پر توجہ کے ساتھ ساتھ اپنے زمانہ کے تقاضوں سے بھی غفلت نہیں برتی ہے۔

استاد شہید مطہریؒ ان ہی مفکرین میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام اور اسلامی روایات کی صحیح شناخت کی اور اسے الحادی اور اخوانی نظریات کے مقابلے میں پیش کیا ہے اور اپنے دینی تشخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ پاسداری کرنے میں اچھی طرح کامیاب بھی

ہوئے۔

ہمارے خیال میں ان کی شہادت کے ۲۲ سال بعد ان کے افکار خصوصاً اسلام کے سیاسی تفکر کے بارے میں ان کے نظریات کا نئے سرے سے مطالعہ، بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ زیر نظر کتاب استاد شہید مطہریؒ کے ان سیاسی نظریات کے تجزیہ پر مشتمل ہے جنکا تعلق معاشرے کے وجود و حقیقت اور معاشرتی تبدیلیوں، حکومت اسلامی اور عصر غیبت میں فقہاء کی ولایت، عدالت اور آزادی جیسے مفاہیم کی حقیقت سے ہے۔

یہ کتاب اسلام کے سیاسی اندیشہ کے تحقیقاتی ادارے کے محترم محققین، جناب حمید پارسا نیا، حسین توسلی، محمد حسین قدردان قراملکی، منصور میر احمدی اور جناب نجف لک زائی کی بے انتہا کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ ان تمام دوستوں کی زحمات، قابل تعریف ہیں لیکن اس مجموعے کو ترتیب دینے میں جناب لک زائی صاحب کی بے پناہ کوششوں کے ہم ممنون ہیں۔ آخر میں ہمیں توقع ہے کہ استاد شہید کے سیاسی افکار کا تعارف کرانے کے سلسلے میں ہماری یہ قلیل سی علمی خدمت، قارئین محترم کی اصلاحی تنقید اور ان کے قیمتی مشوروں سے منزل کمال تک رسائی حاصل کرے گی۔

مرکز مطالعات و تحقیقات اسلامی
اسلام کے سیاسی اندیشہ کی تجدید نظر (تفحص و جستجو)

مقدمہ

گذشتہ دانشوروں کے نظریات کا اس زمانہ میں کیا فائدہ ہے؟
دوسرے الفاظ میں جب ہم ماضی کے دانشوروں کے نظریات کا تجزیہ اور تحلیل کرتے
ہیں یا ماضی کے دانشوروں کے آراء و افکار کی تعریف و توصیف کرتے ہیں تو اس سے ہماری
مراد کیا ہے؟ اور اس سے ہم کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟
کیا ہم ان کے نظریات کے تجزیہ و تحلیل کے ذریعہ اپنے زمانہ کی مشکلات، پیچیدگیوں اور
بحران کو ختم کر سکتے ہیں؟

یا یہ کہ ہم فقط ان کے افکار پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں؟
یہ ایک واضح سی بات ہے کہ جب بھی ہم گذشتہ دانشوروں کے نظریات اور ان کے افکار
کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں تو یقینی طور پر فکر اور نظر کا تاریخی خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔
پہلے کے دانشوروں کے نظریات اور ان کے نتائج میں موجودہ دور کی مشکلات کا حل تلاش کرنا
اس بات پر موقوف ہے کہ ہم یہ مان لیں کہ گذشتہ دانشوروں کے نظریات سے آج کی
مشکلات کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات قابل غور ہے کہ گذشتہ دانشوروں کے
نظریات میں دور حاضر کی مشکلات کا حل موجود ہے۔

خاص طور پر سیاسی زندگی..... جو اس تحریر میں ہمارے دانشوروں کی گفتگو کا محور بھی ہے۔
کیونکہ دور حاضر کی زندگی اور سیاسی حالات میں ہر لمحہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے، اسی بات کو مد نظر
رکھتے ہوئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چیز جو گذشتہ دانشوروں کے لئے غور و فکر کا موجب
بنی ہے اس کی دور حاضر میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ دور حاضر کے سوالات، اس زمانہ کے
مطابق جواب کا تقاضا کرتے ہیں۔ لہذا گذشتہ زمانہ کے جوابات دور حاضر کے مسائل کا حل
نہیں ہیں۔ اس نظریہ کے بعض دعویدار آج کی فکر کے ذریعہ قدیمی مکتب فکر کی اس طرح تصویر

کشی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ جائے ہیں کہ ان کا آپس میں کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ اور وہ پرانی دنیا کو روایتی، قدیمی دنیا اور اس دور جدید کو نئی دنیا کا نام دیتے ہیں۔ یہ دونوں جہان اپنے اپنے دور کے خاص سوال و جواب رکھتے ہیں اور قدیم و جدید دونوں جہانوں کے مسائل و مشکلات جدا جدا ہیں۔

مفکرین کا دوسرا گروہ زندگی کے بارے میں خاص طور پر سیاسی زندگی کے بارے میں ہیئنگی اور جاودانہ سوالات کا قائل ہے یہ لوگ متغیر حالات کو ہمیشہ ثابت رہنے والے حالات اور مسائل کی جانب لوٹا دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان دانشوروں کی نظر میں گذشتہ دانشوروں کے نظریات اور جوابات سے موجودہ دور حاضر کے بحرانی مشکلات کا حل ہو سکتا ہے۔

جناب محقق و دانشور ”گلن تنیڈز“ کا شمار ان افراد میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے ان سوالات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن میں دوام پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان سوالات کے لئے لفظ جاودانہ کی تعبیر استعمال کی ہے اور ہماری سیاسی زندگی میں پیش آنے والے ایسے سوالات ذکر کئے ہیں جو کسی زمانہ اور کسی خاص مکان سے مخصوص نہیں ہیں جبکہ اس کے مقابلہ میں جناب ”توماس اسپرکنیز“ سیاسی زندگی میں متغیر مسائل کے قائل ہیں۔

میری نظر میں تیسری صورت بھی ممکن ہے اور یہ قابل جمع بھی ہے کہ انسان کو سیاسی زندگی میں دو قسم کے مشکلات اور بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے ایک قسم کے مشکلات یہ ہیں کہ تشویش و دغدغہ ہمیشہ انسان کی زندگی سے وابستہ ہے، جسے ابدی و جاودانی تشویش کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

دوسری قسم یہ ہے کہ مسائل انسان کی سیاسی زندگی میں ہمیشہ پیش نہیں آتے بلکہ کبھی کبھار سامنے آتے ہیں جیسے کہ ناگہانی واقعات و حوادث۔ ہمیں کبھی کبھار ہی ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہمیشہ نہیں۔ اسی طرح افراد کے حوالے سے، زمان و مکان کی صورت میں بھی

فرق پڑتا ہے ہو سکتا ہے کسی شخص کی نسبت قابل اعتراض ہو اور کسی دوسرے شخص کی نسبت قابل اعتراض نہ ہو۔

علامہ شہید مطہریؒ کی نظر میں وہ تشویش جو ابدی اور دائمی ہے اور ہمیشہ معاشرے کو درپیش ہے چاہے وہ گذشتہ معاشرہ ہو، یا دور حاضر کا معاشرہ ہو یا آئندہ کا۔ بہر حال ہر زمانہ میں پیش آتی ہیں یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے ان کی کمیت اور کیفیت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ وہ تشویش کچھ اس طرح ہیں:

- ۱۔ انسان کے وجود اور ماہیت کے بارے میں سوال۔
- ۲۔ اس عالم کے وجود اور ماہیت کے بارے میں سوال۔
- ۳۔ خالق و مالک کے وجود کے بارے میں سوال۔
- ۴۔ عدالت کے بارے میں سوال یعنی عدالت کی تعریف و حقیقت، عدالت اور اس کا معیار۔

۵۔ وہ سیاسی نظام و قانون جو معاشرہ میں قابل قبول ہو، اس کے بارے میں سوال۔

۶۔ سعادت و نیکی کے بارے میں سوال۔

۷۔ قدرت و طاقت کے بارے میں سوال۔

۸۔ آزادی سے کیا مراد ہے؟

۹۔ شناخت کے بارے میں سوال۔

۱۰۔ تاریخی عوامل کے بارے میں سوال۔

۱۱۔ حکومت کے بارے میں سوال۔

۱۲۔ قابل قدر اور لائق رہبروں کا معیار انتخاب کیا ہونا چاہئے؟

۱۳۔ صلح و امنیت اور جنگ و دفاع کے بارے میں سوال۔